Rooh-e-Tahqeeq, Vol.04, No.01, Serial No. 11, January – March 2026

Makhdum Abdul Rashid Haqqani: A Research Study of His Life, Lineage, and Scholarly-Spiritual Services

مخدوم عبد الرشید حقانی رحمۃ اللہ علیہ: حیات، نسب اور علمی و روحانی خدمات کا تحقیقی مطالعہ

Muhammad Amanullah
PhD Scholar, Department Islamic Studies
Al Hamra University Lahore, Multan Sub-Campus, Multan
amanullahslic@gmail.com

Dr. Muhammad Anas Raza
Associate Professor of Islamic Studies
Dar-ul-Madina International University, Islamabad
dranasrazaisl@gmail.com

Abstract:
This study offers a comprehensive introductory account of the life of Makhdum Abdul Rashid Haqqani, a distinguished Sufi saint of the Qadiriyya order and one of the earliest exponents of this spiritual lineage in the Indian subcontinent. It reconstructs his biography and traces his genealogy, which converges with that of the Holy Prophet (peace be upon him) through the noble ancestor Hashim. Drawing on classical and hagiographical sources, the study records the historical migration of his forefathers from Arabia to Khwarazm and Ghazna, and thereafter to Kot Karor (Karor Lal Esan) and Multan. It documents his manifold contributions in the religious, judicial, social, agricultural, and educational spheres, presenting him as a scholar, reformer, and benefactor of society who renounced worldly comforts despite his royal and aristocratic marriages. As a foundational study, it seeks to consolidate scattered and, at times, conflicting source material into an authenticated account of his ancestry, spiritual station, teachings, and enduring legacy in the propagation of Islam across Kot Karor, Multan, and their surrounding regions.

Keywords: *Makhdum Abdul Rashid Haqqani; Qadiriyya Order; Kot Karor (Karor Lal Esan); Multan; Hashmi Lineage; Sufism in the Subcontinent; Baha-ud-din Zakariya.*

۱۔ تمہید

برصغیر پاک و ہند میں اسلام کی اشاعت بنیادی طور پر صوفیائے کرام، علماء اور اولیائے اللہ کی مسلسل محنت، اخلاص اور روحانی خدمات کا نتیجہ ہے۔ اگرچہ ابتدائی دور میں صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی آمد اور بعد ازاں محمد بن قاسم کی سندھ میں عسکری مہم کے شواہد ملتے ہیں، تاہم عوامی سطح پر اسلام کے فروغ میں صوفیائے کرام کا کردار سب سے نمایاں رہا، جنہوں نے محبت، حسنِ اخلاق، روحانی تربیت اور خدمتِ خلق کے ذریعے لوگوں کے دلوں کو مسخر کیا۔ اسی سلسلے کی ایک اہم شخصیت مخدوم عبد الرشید حقانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، جن کے جدِ امجد سلطان حسین محمود غزنوی کے لشکر کے ہمراہ برصغیر تشریف لائے اور کوٹ کروڑ میں قاضی مقرر ہوئے۔ بعد ازاں آپ کے خاندان نے تقریباً دو صدیوں تک اس خطے میں دینی، عدالتی اور انتظامی خدمات انجام دیں۔

بعض مورخین کے نزدیک شہاب الدین غوری نے مخدوم عبد الرشید حقانی رحمۃ اللہ علیہ کو ملتان آنے کی دعوت دی تاکہ وہ فتنۂ قرامطہ کا علمی مقابلہ کریں۔ آپ نے قلعۂ کہنہ ملتان میں قیام کیا اور ایک مدرسہ قائم کیا جو بعد میں « مدرسہ

بہائیہ » کے نام سے مشہور ہوا اور علم و دین کی ترویج کا اہم مرکز بنا۔ مخدوم عبد الرشید حقانی رحمۃ اللہ علیہ ایک عظیم عالم، صوفی اور مصلح تھے۔ آپ کا تعلق سلسلۂ قادریہ سے تھا اور آپ برصغیر میں اس سلسلے کے اولین پیشواؤں میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ نے زہد، تقویٰ، عبادت اور سادگی کو شعار بنایا، اگرچہ آپ کے نکاح شاہی خاندانوں اور نوابوں میں ہوئے، تاہم آپ نے دنیاوی آسائشوں سے بے رغبتی اختیار کرتے ہوئے اپنی زندگی دینِ اسلام کی خدمت، اصلاحِ معاشرہ، تعلیم و تربیت اور عوامی فلاح کے لیے وقف رکھی۔ آپ کو تفسیر، حدیث اور فقہ پر مکمل عبور حاصل تھا، اور آپ نے دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ زراعت، دستکاری، خواتین کی تربیت اور بچوں کی تعلیم کے میدان میں بھی نمایاں خدمات انجام دیں۔ آپ کے صاحبزادوں اور ان کی اولاد نے بھی مختلف علاقوں میں دینی و روحانی خدمات کا سلسلہ جاری رکھا۔

بیانِ مسئلہ اور اہمیتِ تحقیق: اس موضوع کے انتخاب کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اگرچہ برصغیر میں متعدد صوفیائے کرام کی حیات و خدمات پر تحقیقی کام موجود ہے، لیکن مخدوم عبد الرشید حقانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات، خاندانی پس منظر، نسب اور علمی و روحانی خدمات پر جامع اور مستند تحقیق کا فقدان پایا جاتا ہے۔ اس ضمن میں دستیاب مواد محدود، منتشر اور بعض مقامات پر باہم مختلف ہے۔ بالخصوص یہ امر توجہ طلب ہے کہ جہاں حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگ عالمی شہرت رکھتے ہیں، وہاں ان کے چچازاد بھائی مخدوم عبد الرشید حقانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات بھی علمی دنیا میں مناسب تعارف کی مستحق ہیں۔

مقاصدِ تحقیق: اس تحقیق کا مقصد مخدوم عبد الرشید حقانی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے آباء و اجداد سے متعلق دستیاب معلومات کو تحقیقی اصولوں کے مطابق جمع، مرتب اور تجزیہ کر کے ایک مستند دستاویز کی صورت میں پیش کرنا ہے، تاکہ آپ کی علمی، روحانی اور اصلاحی خدمات منظرِ عام پر آسکیں اور ملتان کے اس عظیم صوفی بزرگ کی شخصیت علمی دنیا کے سامنے مستند انداز میں پیش کی جا سکے۔

تحقیقی پس منظر: زیرِ نظر موضوع کے سابقہ مصادر میں « جامع الکرامات »، « منبع البرکات »، « آفتابِ ہاشم »، « انوارِ غوثیہ »، « تذکرۂ حقانی »، « مرقعِ ملتان »، « تاریخِ لیہ » اور « تذکرہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی » جیسی کتب شامل ہیں، جن میں مخدوم عبد الرشید حقانیؒ، آپ کے خاندان اور آباء و اجداد کے حوالے سے معلومات موجود ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف تحقیقی مقالات میں بھی آپ کی خدمات کا ذکر ملتا ہے، تاہم ایک جامع تحقیقی مطالعے کی ضرورت اب بھی باقی ہے۔

منہج و دائرۂ کارِ تحقیق: زیرِ نظر تحقیق میں دستیاب روایتی مصادر اور تذکروں سے استفادہ کرتے ہوئے وصفی و تجزیاتی منہج اختیار کیا گیا ہے۔ تحقیق کا دائرۂ کار مخدوم عبد الرشید حقانی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے آباء و اجداد کے تعارف، نسب، سوانح اور دینی و روحانی خدمات تک محدود رکھا گیا ہے۔

۲۔ نام، لقب اور وجہِ تسمیہ

آپ کا نام « عبد الرشید » ہے، یعنی رشید کا بندہ۔ « رشید » اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے جس کے معنی ہیں: اپنی مخلوق کو اپنی کامل تدبیر کے ساتھ ہدایت دینے والا(۱)۔

اللہ تعالیٰ سے محبت، حق گوئی، حق پرستی، دین داری، رجوعِ الی اللہ اور تبلیغِ حق جیسی خوبیوں کے باعث آپ « حقانی » کے لقب سے مشہور ہوئے۔ قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾(۲)

ترجمہ: خبر دار! بے شک اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

حضرت عبد الرشید حقانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی عملی تصویر تھے۔

۳۔ ولادت اور کوٹ کروڑ کا تاریخی پس منظر

حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۵۶۹ھ مطابق ۱۱۷۳ء میں ضلع لیہ کی تحصیل کروڑ لعل عیسن میں ہوئی، جس کا پرانا نام دیپال گڑھ تھا۔ قلعۂ دیپال گڑھ کو راجا دیو پال نے تعمیر کرایا تھا اور اسی راجا کے نام پر یہ «قلعہ دیو پال» کہلایا، جو بعد میں بگڑ کر «دیپال گڑھ» بن گیا۔ یہ راجا بھکر اور لیہ کے علاقوں پر حکومت کرتا تھا۔ محمود غزنوی نے ۳۹۵ھ میں اس قلعے کو فتح کر لیا اور اس کی حکومت مخدوم عبد الرشید حقانی رحمۃ اللہ علیہ کے جدِ امجد سلطان حسین کے سپرد کر دی، جو محمود غزنوی کے ہمراہ غزنی سے آئے تھے۔

سلطان حسین نے دیپال گڑھ کا نام «کوٹ کروڑ» رکھا۔ اس کی دو وجوہ بیان کی جاتی ہیں: (۱) سلطان حسین نے یہاں ایک کروڑ افراد کو مسلمان کیا؛ یا (۲) سلطان حسین نے یہاں ایک کروڑ مرتبہ سورۂ مزمل کا ورد کیا۔ اسی نسبت سے قلعۂ دیپال گڑھ کا نام «کوٹ کروڑ» رکھا گیا۔ سلطان حسین اور آپ کے خاندان کی برکت سے کوٹ کروڑ میں خوشحالی کا دور دورہ رہا۔

حضرت بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی ساتویں پشت میں ایک بزرگ محمد یوسف پیدا ہوئے جو «لعل عیسن» کے نام سے مشہور ہوئے۔ وہ ۱۵۴۵ء میں کوٹ کروڑ تشریف لائے، اور آپ کی برکت سے یہ علاقہ ایک بار پھر خوشحال ہو گیا؛ زراعت میں برکت ہوئی اور دریا میں مچھلیوں کی بہتات ہوئی۔ آپ کی نسبت سے کوٹ کروڑ کا نام «کروڑ لعل عیسن» ہو گیا۔ (۳)

۴۔ شجرۂ نسب

مخدوم عبد الرشید حقانی رحمۃ اللہ علیہ کا شجرۂ نسب کچھ اس طرح ہے:

مخدوم عبد الرشید حقانی بن مخدوم احمد غوث بن کمال الدین علی شاہ سلطان ابو بکر بن جلال الدین محمد بن سلطان علی بن سلطان شمس الدین بن سلطان حسین ثانی بن عبد اللہ بن سلطان حسین المطرف ثانی بن خذیمہ بن امیر حازم بن عبد الرحمان امیر تاج الدین بن عبد الرحیم بن امیر ھبار بن عبد اللہ بن حنین بن اسد بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی۔

آپ کا یہ شجرۂ نسب ابنِ حزم اندلسی کی کتاب جمہرت الانساب العرب، ابنِ خلدون کی کتاب مقدمہ، ابنِ بطوطہ کے سفر نامے، جلال الدین سرخ پوش بخاری کے ملفوظات جو کہ جامع الکرامات میں درج ہیں اور «تاریخِ فیروز شاہی» جو کہ ضیاء الدین برنی نے لکھی ہے جس میں تغلق خاندان کی سلطنت کا بیان ہے جیسے مستند ذرائع سے اخذ کیا گیا ہے۔

۵۔ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ سے قرابت و تعلق

مخدوم عبد الرشید حقانی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر کے بغیر ادھورا رہتا ہے، کیونکہ ان دونوں بزرگوں کے مابین گہرا تعلق اور قریبی رشتہ داری تھی اور وہ ایک دوسرے سے بے حد محبت کرتے تھے۔ یہ دونوں ایک ہی دادا، یعنی سلطان ابو بکر کی اولاد میں سے ہیں۔ ان کے بڑے بیٹے کا نام احمد غوث تھا، جن کی

اولاد میں حضرت عبد الرشید حقانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں؛ جبکہ چھوٹے بیٹے کا نام محمد غوث تھا، جن کی اولاد میں حضرت بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اس طرح یہ دونوں آپس میں چچازاد (عم زاد) بھائی ہیں۔

بعض تذکرہ نگاروں کے بقول درگاہِ حضرت عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے اُس وقت کے مسند نشین آپ کے صاحبزادے سید عیسیٰ جیلانیؒ تھے، جن کی ایک بیٹی بی بی فاطمہ کا نکاح محمد غوث سے ہوا، جن کے بطن سے حضرت بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے؛ اور دوسری بیٹی سیدہ بی بی جنت خاتون کا نکاح احمد غوث سے ہوا، جن کے بطن سے مخدوم عبد الرشید حقانی رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔(۴) اس طرح یہ دونوں بزرگ آپس میں خالہ زاد بھائی بھی ہیں۔

مزید برآں، حضرت بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کا نکاح حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی رحمۃ اللہ علیہ کی ہمشیرہ بی بی بصرا سے ہوا، اور بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی بہن کمال خاتون کا نکاح حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوا۔(۵) اس طرح یہ دونوں بزرگ ایک دوسرے کے بہنوئی اور برادرِ نسبتی بھی تھے۔ رشتہ داری کے علاوہ بھی ان دونوں بزرگوں میں محبت و مودت اور اُلفت قابلِ رشک تھی؛ متعدد بار حضرت بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ حاجت روائی کے لیے سائلین کو مخدوم عبد الرشید حقانی رحمۃ اللہ علیہ کے در پر بھیجتے اور بوقتِ ضرورت اُن سے مدد و رہنمائی حاصل کرتے تھے۔

۶۔ ازواج و اولاد

ازواج: مخدوم عبد الرشید حقانی رحمۃ اللہ علیہ نے چار نکاح کیے۔ پہلا نکاح حضرت بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی ہمشیرہ بی بی کمال خاتون سے ہوا۔ دوسرے نکاح کے بارے میں «منبع البرکات» کے مصنف نے لکھا ہے کہ یہ دہلی کے بادشاہ محمد تغلق کی بیٹی سے ہوا؛ تاہم تاریخی حقائق اس کی تردید کرتے ہیں، کیونکہ یہ دورِ محمد تغلق کا نہیں تھا۔(۶) درست یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے دوسرا نکاح سلطان ناصر الدین محمود کی بیٹی معظم خاتون سے کیا۔ تیسرا نکاح رائے الونہ کھچی کی بیٹی راج کنول سے ہوا، اور چوتھی شادی قومِ مڑل میں ہوئی۔(۷)

اولاد: پہلی شادی (بی بی کمال خاتون) سے دو بیٹے مخدوم ابو بکر اور مخدوم محمد پیدا ہوئے۔ دوسری شادی (معظم خاتون) سے مخدوم حسن پیدا ہوئے۔ تیسری شادی (راج کنول) سے نواب صدر الدین پیدا ہوئے۔ چوتھی شادی قومِ مڑل کی دختر سے ہوئی، جس سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔(۸)

۷۔ تعلیم و تربیت اور کوٹ کروڑ میں دورِ حکومت و قضا

مخدوم عبد الرشید حقانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ابتدائی تعلیم اپنے والدِ ماجد اور دیگر اساتذہ سے کروڑ لعل عیسن میں حاصل کی۔ چودہ سال کی عمر میں آپ کے والدِ ماجد رحلت فرما گئے، اور خاندان کا بڑا بیٹا ہونے کے باعث سرداری آپ کے سپرد ہوئی۔

آپ کے والد کی وفات سے دو سال قبل ہی حضرت بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے والد محمد غوث وفات پا چکے تھے، چنانچہ بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت بھی آپ کے والدِ ماجد احمد غوث ہی نے فرمائی۔ انہوں نے بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کو علمِ دین کے حصول اور حرمین شریفین کی زیارت و حج کے لیے بھیجا تھا کہ اسی دوران وہ خود بھی وفات پا گئے۔ اس طرح دونوں بھائی، یعنی محمد غوث اور احمد غوث، دو سال کے وقفے سے راہیِ عدم ہوئے اور کروڑ لعل عیسن میں

دفن ہوئے۔ بعد ازاں بہاءالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ بی بی فاطمہ نے اپنی بیٹی کمال خاتون کو مخدوم عبدالرشید حقانی رحمۃ اللہ علیہ کے عقد میں دیا، جس سے دو فرزند مخدوم ابو بکر اور مخدوم محمد پیدا ہوئے۔ پھر تین سال کے عرصے بعد سید عیسیٰ جیلانی (یا سید حسام الدین ترمذی) کی دونوں بیٹیاں، یعنی بہاءالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ اور عبدالرشید حقانی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ، وفات پاگئیں اور کروڑ لعل عیسن میں دفن ہوئیں۔(۹)

مخدوم عبدالرشید حقانی رحمۃ اللہ علیہ نے سلطنت کا نظام بہترین طریقے سے سنبھالا اور عدل و انصاف اور خارجہ اُمور کو احسن انداز میں انجام دیا۔ آپ کے حسنِ اخلاق اور حسنِ انتظام کے باعث ریاست کا ہر فرد خوش و خرم نظر آتا تھا؛ زراعت میں بہتری آئی اور خراج دوگنا ہو گیا۔ آپ کا انتظام و انصرام قرآنِ مجید کی اس آیتِ مبارکہ کی عملی تصویر تھا:

﴿اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۗ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ﴾(۱۰)

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار دیں تو وہ نماز قائم کریں، زکات ادا کریں، نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں؛ اور تمام کاموں کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔

کروڑ لعل عیسن میں مخدوم عبدالرشید حقانی رحمۃ اللہ علیہ کا دور نہایت شاہانہ اور عالمانہ تھا۔ آپ چودہ سال کی عمر سے لے کر اٹھارہ سال کی عمر تک کوٹ کروڑ کے قاضی رہے۔ آپ کا دور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی عملی تصویر تھا:

﴿اِعْدِلُوْا ۟ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى﴾(۱۱)

ترجمہ: انصاف کرو، یہی تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔

آپ کے خاندان نے ۱۰۰۵ء سے ۱۱۹۲ء تک کروڑ لعل عیسن پر حکومت کی۔ آپ اور آپ کے خاندان کی تبلیغِ حق کے باعث یہاں قرامطی فرقہ پنپ نہ سکا، جبکہ ملتان میں یہی فرقہ عروج پر تھا۔

۸۔ شہاب الدین غوری کی دعوت اور ملتان منتقلی

شہاب الدین غوری نے ۱۱۷۵ء میں ملتان پر حملہ کر کے قرامطیوں کو شکستِ فاش دی۔ غوری جانتا تھا کہ تلوار کے زور پر محض وقتی شکست دی جاسکتی ہے، اور قرامطی فرقے کی بیخ کنی کے لیے تبلیغِ دین کے ذریعے اصلاح ضروری ہے۔ ۱۱۹۱ء میں جب شہاب الدین غوری اپنی فوج کے ہمراہ غزنی سے روانہ ہوا اور راستے میں کروڑ لعل عیسن سے گزرا تو اسے معلوم ہوا کہ یہاں ایک اٹھارہ سالہ نوجوان عالمِ دین مخدوم عبدالرشید حقانی حکمران ہے، جس کی تبلیغِ حق کے باعث اس خطے میں قرامطیوں کا زور نہ ہو سکا۔ چنانچہ اس نے آپ سے ملاقات کی اور تبلیغِ دین کے لیے آپ کو ملتان منتقل ہونے پر آمادہ کر لیا۔

اس طرح مخدوم عبدالرشید حقانی رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۹۲ء میں اپنے خاندان سمیت ملتان منتقل ہو گئے۔ شہاب الدین غوری نے کروڑ لعل عیسن کی سلطنت کے بدلے آپ کو ملتان میں وسیع جاگیریں عطا کیں۔(۱۲) ملتان پہنچ کر آپ نے قلعۂ ملتان پر، پرہلاد مندر کے قریب، اُس مقام پر قیام کیا جہاں اب حضرت بہاءالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ مبارک ہے۔ یہاں آپ نے تبلیغِ دین کا آغاز کیا اور ایک مدرسہ قائم کیا، جو بعد میں حضرت بہاءالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت سے « مدرسہ بہائیہ » کہلایا۔ اس مدرسے نے ترقی کر کے عالمِ اسلام کی ایک عظیم جامعہ کا درجہ حاصل کیا۔ چونکہ آپ فقہ، تفسیر، حدیث اور علومِ شریعت میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے، اس لیے دور دراز علاقوں سے طلبہ اپنی علمی پیاس بجھانے کے لیے آپ کے پاس آیا کرتے تھے۔

۹۔ سفرِ حج اور سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے روحانی تربیت

ملتان میں قلعے پر اپنے مدرسے میں قیام کے دوران ایک رات دیر تک علماء و فضلاء کے ساتھ آپ کی طویل نشست رہی۔ پھر جب آپ سوئے تو آپ کے والدِ محترم نے خواب میں تشریف لا کر ارشاد فرمایا کہ تمہارا چچازاد بھائی بہاء الدین زکریا دینی و دنیاوی نعمتوں سے مالا مال ہو کر چار دن بعد ملتان پہنچنے والا ہے؛ تم اُس کا استقبال کرو، اپنی ہمشیرہ بی بی بصراں کا نکاح اُس سے کرو، اور خود حرمین شریفین کے لیے رختِ سفر باندھو، تاکہ وہاں تمہارے لیے روزِ اول سے جو نعمتیں اور سعادتیں مقرر ہیں، انہیں حاصل کرو۔

بیدار ہونے پر آپ بہت مسرور ہوئے اور بے چینی سے حضرت بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے انتظار میں رہے۔ ٹھیک چار دن بعد جب بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ ملتان پہنچے تو آپ نے ان کا پُر تپاک استقبال کیا اور والدِ محترم کی نصیحت کے مطابق اپنی ہمشیرہ بی بی بصراں کو ان کے نکاح میں دے دیا، اور خود حرمین شریفین کے سفر کے لیے تیار ہو گئے۔ حضرت بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ چونکہ آپ سے بے حد محبت کرتے تھے، اس لیے انہوں نے آپ کو روکنا چاہا؛ مگر آپ نے فرمایا کہ بھائی جان! آپ اپنے آب و دانہ کی کشش کے باعث باہر تشریف لے گئے تھے، اب مجھے بھی وہی صورتِ حال درپیش ہے۔ آپ نے انہیں والدِ گرامی کا وہ حکم سنایا جو خواب میں دیا گیا تھا، جس کے باعث بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی فرقت مجبوراً گوارا کی۔ (۱۳)

آپ کے سفر پر روانہ ہونے کے بعد حضرت بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے جاگیروں، مدرسے اور خاندان کے تمام معاملات کو بطریقِ احسن سنبھالا اور عوام کی اصلاح اور اُنہیں اسلامی عقائد پر کاربند رکھنے کے لیے تبلیغ کرتے رہے، اور بے شمار غیر مسلموں نے آپ کے دستِ حق پر اسلام قبول کیا۔ اُدھر مخدوم عبد الرشید حقانی رحمۃ اللہ علیہ راستے میں مختلف بزرگوں سے کسبِ فیض کرتے ہوئے، ایک سال کے سفر کے بعد مکہ معظمہ پہنچے اور حج ادا کیا۔ حج کے بعد مدینہ طیبہ حاضری دی اور تین سال تک روضۂ رسولؐ کی مجاوری کی۔

ایک رات رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں آپ کو سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہو کر کسبِ فیض کا اشارہ فرمایا۔ چنانچہ آپ وہاں سے رخصت ہو کر ایران میں سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوئے۔ سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے ساتھ نہایت محبت بھرا سلوک کیا اور آپ کو فقر کی منزلیں طے کرائیں۔ تین سال کا عرصہ آپ نے اُن کی خدمت میں گزارا، پھر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے عبد الرشید! اب تمہارا حصہ تمہیں مل چکا ہے؛ اب تم ملتان جاؤ اور دنیاوی کاروبار سے بے تعلق رہنا۔ یہ دنیا عارضی ہے، اس فانی دنیا سے تعلق چھوڑ دو اور خاکساروں کی سی زندگی بسر کرو؛ اپنی اولاد میں سے کسی کو گدی نشین مقرر نہ کرنا، خانقاہ نہ بنوانا، اپنے ہاتھ پر بیس سے زیادہ مریدوں کی بیعت نہ لینا، اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا۔

اس قسم کے نصائح لے کر مخدوم عبد الرشید حقانی رحمۃ اللہ علیہ ملتان کے لیے روانہ ہوئے۔ ملتان میں حضرت بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا پُر تپاک استقبال کیا اور تمام مال و اسباب، ملک اور خزانہ آپ کو واپس کرنا چاہا، مگر آپ نے انکار کر دیا اور اپنے مرشد سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے دنیا سے کنارہ کشی اختیار

کی۔ بہاءالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے اصرار پر جب مال و دولت کی تقسیم ہوئی تو آپ نے اپنے حصے کا سارا مال و دولت فقراء و مساکین میں تقسیم کر دیا۔(۱۴)

۱۰۔ مخدوم رشید میں قیام اور علمی و زرعی خدمات

ملتان آنے کے بعد آپ نے شہر کے مشرقی جانب تاج الدین مڑل اور ابو الفتح سے رقبہ خرید کر وہاں اپنے اہل و عیال کے ساتھ رہائش اختیار کر لی اور کاشتکاری شروع کر دی۔ اس جگہ کا نام «ماڑی پور» تھا، جو اب آپ کے نام پر «مخدوم رشید» کہلاتی ہے؛ یہ قصبہ ملتان سے تقریباً بیس کلومیٹر کے فاصلے پر وہاڑی روڈ پر واقع ہے۔ زراعت کو ترقی دینے کے لیے آپ نے دریائے راوی سے ایک کشادہ نہر کھدوائی تاکہ زمینوں کو سیراب کیا جا سکے اور بہتر پیداوار ممکن ہو۔ آپ خود بھی کچھ عرصہ زراعت کرتے رہے، مگر بعد میں زمینیں کاشتکاروں کے سپرد کر کے خود یادِ الٰہی میں مصروف ہو گئے۔ مخدوم رشید میں آپ نے ایک مدرسہ قائم کیا جہاں سینکڑوں طالب علم دینی و روحانی تعلیم حاصل کرتے تھے؛ یہ مدرسہ اپنے وقت کے لحاظ سے ایک عظیم درسگاہ تھا۔(۱۵)

۱۱۔ برصغیر میں سلسلۂ قادریہ کے اولین پیشوا

طریقت میں سب سے عظیم اور معروف سلسلہ «قادریہ» ہے، جس کے بانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (۴۷۰ھ–۵۶۱ھ) ہیں، جو حسنی و حسینی سید ہیں۔ سلسلۂ قادریہ کو تمام سلاسلِ تصوف پر ویسی ہی فضیلت حاصل ہے جیسی سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو دیگر اولیاء پر۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا معروف ارشاد ہے:

﴿قَدَمِيْ هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ﴾(۱۶)

ترجمہ: میرا یہ قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہے۔

سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ سید علی بن یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، اور اُن کے مرید حضرت عبدالرشید حقانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ یعنی آپ صرف ایک واسطے سے بانیِ سلسلۂ قادریہ کے خلیفہ ہیں۔ آپ سے پہلے ملتان بلکہ پورے برصغیر میں سلسلۂ قادریہ کا کوئی خلیفہ یا پیشوا موجود نہ تھا؛ اس اعتبار سے آپ برصغیر میں اس سلسلے کے پہلے امام ہیں۔

آپ اپنے مریدین کی روحانی تربیت فرماتے تھے اور انہیں «اَطِيْعُوا اللّٰهَ» کے ساتھ ساتھ اطاعتِ رسولؐ اور خدمتِ خلق پر بھرپور توجہ دینے کا حکم دیتے تھے۔ آپ نے معاشرے اور لوگوں کی اصلاح کے لیے سماجی و معاشرتی خدمات بھی انجام دیں؛ تعلیمِ نسواں اور ترقیِ زراعت کے لیے کوشش کی، اور سرائے خانہ و لنگر خانہ تعمیر کرائے جن کا تمام انتظام و انصرام خود ملاحظہ فرماتے۔ آپ کے سرائے کے دروازے ہر ایک کے لیے دن رات کھلے رہتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کی اولاد میں بڑی برکت عطا فرمائی۔ آپ کی اولاد ملتان، میلسی میں ٹبہ سلطان پور کے نزدیک بستی سحر، کروڑ پکا، کبیر والا، دنیا پور، مظفر گڑھ، میاں چنوں، کوٹ ادو، کروڑ لعل عیسن، لیہ، خوشاب، چکوال، جوہر آباد، بھیرہ، جہلم اور بھکر سمیت پاکستان کے تقریباً تمام اضلاع میں آباد ہے۔(۱۷)

۱۲۔ وفات

مخدوم عبدالرشید حقانی رحمۃ اللہ علیہ نے لڑکپن یعنی چودہ سال کی عمر سے اپنی جوانی، اٹھارہ سال کی عمر تک کروڑ لعل عیسن پر حکومت کی۔ آپ بہترین منتظم، عالمِ دین، مبلغِ اسلام اور بلند کردار کے مالک تھے۔ حج بیت اللہ کے بعد سید علی

ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے معرفت اور خلافت حاصل کرنے کے بعد آپ کے اندر محبتِ الٰہی بہت بڑھ گئی تھی؛ آپ اکثر و بیشتر جذب و مستی اور حالتِ سکر میں غرق رہتے اور دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جاتے تھے۔ اپنے مرشد سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق کے بعد تو آپ نے دنیا کو گویا طلاق ہی دے دی تھی، تاہم اس کے باوجود آپ ایک اعلیٰ پائے کے عالمِ دین، مبلغ اور مصلح کے طور پر کام کرتے رہے۔

آخری عمر میں آپ قصبہ مخدوم رشید میں اپنے حجرے میں عبادتِ الٰہی میں مصروف رہتے تھے اور آپ کے پوتے سلطان ایوب قتّالؒ آپ کی خدمت انجام دیا کرتے تھے۔ ایک دن آپ اپنے حجرے میں مصروفِ عبادت تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے سلطان ایوب قتالؒ سے مخدوم عبد الرشید حقانی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق دریافت کیا۔ سلطان ایوب قتالؒ نے بتایا کہ وہ اپنے حجرے میں ہیں۔ اُس شخص نے سلطان ایوب قتالؒ کو نیاز بو کا ایک پھول دیا کہ یہ مخدوم عبد الرشید حقانی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچا دو۔ سلطان ایوب قتّالؒ نے وہ پھول اپنے دادا کو دے دیا۔ آپ نے وہ پھول سونگھا، پھر دو رکعت نمازِ نفل ادا کی اور حالتِ سجدہ ہی میں اپنی جان، جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔ آپ کو اسی حجرے کے باہر دفن کیا گیا۔ آپ کی وفات ۶۶۹ھ میں ہوئی۔(۱۸)

۱۳۔ مزار

آپ کے مزار کو بلوچ سردار بہادر خان دریشک نے ۱۳۳۲ھ میں تعمیر کرایا۔ یہ دربار منفرد تعمیر کا شاہکار ہے۔ آپ کے دائیں پہلو میں آپ کے بڑے صاحبزادے مخدوم ابو بکر، جبکہ بائیں پہلو میں دوسرے صاحبزادے مخدوم محمد کی قبریں ہیں۔ قبور کے پائنتی کی جانب سے داخلی برآمدہ ہے، اور اسی طرح سرہانے کی طرف بھی ایک برآمدہ ہے جس کا دروازہ بند ہے۔ برآمدے میں آپ کا شجرۂ نسب اور شجرۂ طریقت درج ہے۔ مزار کے اندر اور برآمدوں میں کثیر تعداد میں فارسی ابیات، احادیث اور قرآنی آیات درج ہیں، اور دیواریں خوبصورت نقش و نگار سے مزین ہیں۔

۲۰۱۱ء میں محکمۂ اوقاف نے اس مزار اور اس سے متعلقہ مسجد کی مرمت و بحالی کے لیے خطیر رقم خرچ کی، اور اس کام کا سنگِ بنیاد مخدوم جاوید ہاشمی نے رکھا۔ مسجد اور مزار میں ملتانی نیلی منقش ٹائلیں بھی استعمال کی گئی ہیں۔ مزار کے احاطے میں آپ کے خاندان، یعنی ہاشمی خاندان، کی بڑی تعداد میں قبریں موجود ہیں۔

۱۴۔ نتائج تحقیق

اس تحقیق سے درج ذیل نتائج حاصل ہوتے ہیں:

۱۔ مخدوم عبد الرشید حقانی رحمۃ اللہ علیہ عرب کے افضل و اعلیٰ ترین خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ حدیثِ مبارکہ ہے:

((إِنَّ اللهَ اصْطَفٰى مِنْ وَلَدِ إِبْرَاهِيمَ إِسْمَاعِيلَ، وَاصْطَفٰى مِنْ بَنِي إِسْمَاعِيلَ كِنَانَةَ، وَاصْطَفٰى مِنْ كِنَانَةَ قُرَيْشًا، وَاصْطَفٰى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِي هَاشِمٍ، وَاصْطَفَانِي مِنْ بَنِي هَاشِمٍ))(۱۹)

ترجمہ: بے شک اللہ نے اولادِ ابراہیمؑ میں سے اسماعیلؑ کو، بنی اسماعیل میں سے کنانہ کو، کنانہ میں سے قریش کو، قریش میں سے بنو ہاشم کو، اور بنو ہاشم میں سے مجھے چن لیا۔

اس حدیث سے بنو ہاشم کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

۲۔ قرآن واحادیث میں اپنے ایمان کی حفاظت کی خاطر محفوظ مقام کی طرف ہجرت کی ترغیب موجود ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللّٰهِ﴾(۲۰)

ترجمہ: اور جن لوگوں نے اللہ کے راستے میں ہجرت کی اور جہاد کیا، یہی لوگ اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں۔

اسی طرح سورۃ النساء (آیت ۱۰۰)، سورۃ الانفال (آیت ۷۲)، سورۃ التوبہ (آیت ۲۰)، سورۃ النحل (آیت ۴۱) اور سورۃ الحشر (آیت ۸) میں بھی ہجرت کے فضائل بیان ہوئے ہیں۔ احادیث میں بھی ہجرت کی فضیلت وارد ہے:

﴿وَإِنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا﴾(۲۱)

ترجمہ: بے شک ہجرت اپنے سے پہلے کے گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔

مخدوم عبد الرشید حقانی رحمۃ اللہ علیہ کے آباء واجداد نے عرب سے خوارزم، پھر خوارزم سے غزنی، اور پھر وہاں سے کوٹ کروڑ کی طرف ہجرت کی؛ بعد ازاں خود مخدوم عبد الرشید حقانی رحمۃ اللہ علیہ کوٹ کروڑ سے ملتان تشریف لے آئے۔ یہ تمام ہجرتیں آپ نے اور آپ کے خاندان نے محض دین کی خاطر کیں، اس طرح آپ اور آپ کے خاندان کو دین کی خاطر ہجرت کی فضیلت حاصل ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے قریش کو انتظامی امور میں مہارت عطا فرمائی تھی، اسی لیے حدیثِ مبارکہ ہے:

((اَلْإِمَامَةُ فِي الْقُرَيْشِ))(۲۲)

ترجمہ: امامت (سربراہی) قریش میں ہے۔

مخدوم عبد الرشید حقانی رحمۃ اللہ علیہ کے اجداد میں سے زبیر نے سندھ میں سلطنتِ ہباریہ قائم کی، جو دو سو برس تک قائم رہی۔ آپ کے ایک جدِ امجد تاج الدین المطرف نے خوارزم کو فتح کر کے حکومت قائم کی، جہاں آپ کے خاندان کے سات افراد نے یکے بعد دیگرے حکومت کی۔ آپ کے جدِ امجد شمس الدین نے کوٹ کروڑ پر حکومت کا آغاز کیا، جو ۱۸۰ برس تک قائم رہی۔ اس طرح مخدوم عبد الرشید حقانی رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان اس حدیث کے مصداق پر پورا اترتا ہے۔

۴۔ اسلام میں جہاد بالسیف کی بڑی فضیلت ہے۔ مخدوم عبد الرشید حقانی رحمۃ اللہ علیہ کے آباء واجداد پہلے فتنۂ خوارج سے برسرِ پیکار ہوئے اور انہیں خوارزم کی طرف ہجرت کرنا پڑی؛ پھر غزنی سے محمود غزنوی کی فوج میں شامل ہو کر ہندوستان میں جنگ لڑنے آئے۔ اس سے اس خاندان کے جذبۂ جہاد کا اندازہ ہوتا ہے۔ خود مخدوم عبد الرشید حقانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے علم کے ذریعے کفار اور قرامطی فرقے کے خلاف جہاد کیا؛ جہاد بالنفس تو آپ کا خاصہ تھا ہی۔

۵۔ حدیث شریف ہے: ((تَزَوَّجُوا الْوَدُودَ الْوَلُودَ فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ))(۲۳)

ترجمہ: ایسی عورت سے نکاح کرو جو محبت کرنے والی اور زیادہ بچے جننے والی ہو، کیونکہ میں قیامت کے دن (تمہاری کثرت کے باعث) دوسری امتوں پر فخر کروں گا۔

مخدوم عبد الرشید حقانی رحمۃ اللہ علیہ نے چار نکاح کیے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی اولاد میں بڑی برکت رکھی۔ آج کے اس پُر فتن دور میں، جہاں وطنِ عزیز میں خواتین کی تعداد نسبتاً زیادہ ہے اور والدین اُن کے رشتوں کے لیے پریشان رہتے ہیں، اسلام نے تعددِ ازواج کی صورت میں اس کا ایک بہترین حل دیا ہے، جس پر مخدوم عبد الرشید حقانی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے آباء واجداد عمل پیرا تھے۔

۶۔ محبتِ رسولؐ کے بغیر اسلام کے تمام دعوے بے معنی ہیں؛ ایمان کی جان محبتِ رسولؐ ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

((اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ))(۲۴)

ترجمہ: نبی مومنوں پر اُن کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتے ہیں۔

مخدوم عبد الرشید حقانی رحمۃ اللہ علیہ نے تین سال روضۂ رسولؐ کی مجاوری کی، اور آپ کے خاندان کے افراد نے بھی سال ہا سال تک روضۂ رسولؐ کی مجاوری کی۔

۷۔ مخدوم عبد الرشید حقانی رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق اہلِ عزلت سے تھا۔ آپ نے اپنے مرشد سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کے مطابق اس مادی دنیا کو طلاق دے دی تھی اور آپ کی توجہ صرف اور صرف آخرت پر مرکوز تھی۔ یہی وجہ ہے کہ بادشاہِ دہلی اور رائے الونہ کھچی جیسے بڑے سرداروں کے داماد ہونے کے باوجود آپ نے درویشانہ زندگی گزاری۔

۸۔ آپ کے حضرت بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی طرح مشہور نہ ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آپ کے خاندان اور مریدین میں ایسے بڑے لوگ پیدا نہ ہوئے جو آپ کی تعلیمات اور حالاتِ زندگی کو ضبطِ تحریر میں لا کر محفوظ کر دیتے۔ «جامع الکرامات» بھی بہت بعد میں لکھی گئی اور وہ بھی تمام حالات و واقعات کا احاطہ نہیں کرتی۔

۹۔ چونکہ آپ کے مرشد نے آپ کو اپنا خلیفہ مقرر کرنے، اپنا مزار بنوانے اور ایک حد سے زیادہ لوگوں کو مرید بنانے سے منع فرمایا تھا، اس لیے بھی آپ اور آپ کا خاندان حضرت بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کی طرح مشہور نہ ہو سکا؛ جبکہ حضرت بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدین اور شاگردوں کو زرِ کثیر دے کر مختلف ممالک میں بھیجتے تھے، جہاں وہ تجارت کے ساتھ ساتھ تبلیغِ اسلام اور سلسلۂ سہروردیہ کا پرچار بھی کرتے تھے، جس سے بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت چہار اطراف میں پھیل گئی۔

۱۰۔ حضرت بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ براہِ راست سلسلۂ سہروردیہ کے بانی شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہیں، جنہوں نے آپ کو دنیا و آخرت کی سعادتیں عطا فرمائیں؛ جبکہ مخدوم عبد الرشید حقانی رحمۃ اللہ علیہ ایک واسطے سے سلسلۂ قادریہ کے بانی حضرت غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہیں، اور آپ کے مرشد سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو صرف آخرت کی سعادتیں حاصل کرنے کا حکم دیا تھا۔ اسی لیے آپ کی توجہ صرف آخرت کی سعادتیں سمیٹنے تک محدود رہی اور آپ عوام الناس میں بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی طرح مشہور نہ ہو سکے۔

۱۱۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ﴾(۲۵)

ترجمہ: اللہ تم میں سے ایمان والوں اور علم والوں کے درجات بلند فرماتا ہے۔

مخدوم عبد الرشید حقانی رحمۃ اللہ علیہ کو علمِ دین سے خصوصی عشق تھا اور آپ بچپن ہی سے علم کے شیدائی تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ محض چودہ سال کی عمر میں کوٹ کروڑ کے قاضی بن گئے، اور اٹھارہ سال کی عمر میں ملتان آکر قلعے پر دینی تعلیم کے لیے مدرسہ قائم کیا، جو بعد میں ملتِ اسلامیہ کا عظیم مدرسہ («مدرسہ بہائیہ») بنا۔ عرب سے واپسی کے بعد بھی آپ نے مخدوم رشید میں ایک مدرسہ قائم کیا جو ایک اعلیٰ پائے کی درسگاہ بنا، اور آپ آخری عمر تک تدریسِ علم میں مشغول رہے۔

۱۴۔ مخدوم عبدالرشید حقانی رحمۃ اللہ علیہ محض مدرسے کے مولوی بن کر نہیں بیٹھے، بلکہ آپ نے زراعت کی ترقی، فنی تعلیم اور خواتین کی تعلیم و تربیت کے لیے بھی گراں قدر خدمات انجام دیں۔ مسافروں کے لیے سرائے اور لنگر خانے کے قیام کا آپ کو خصوصی شوق تھا؛ ویسے بھی کھانا کھلانا آپ کے جدِ امجد ہاشم کی سنت تھی۔

۱۵۔ سفارشات

اس تحقیق کی روشنی میں درج ذیل سفارشات پیش کی جاتی ہیں:

۱۔ مخدوم عبدالرشید حقانی رحمۃ اللہ علیہ کی تمام تعلیمات شریعتِ مطہرہ کے مطابق ہیں؛ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ ان تعلیمات پر عمل کیا جائے اور اسکول و کالج کی سطح پر انہیں نصاب کا حصہ بنایا جائے۔

۲۔ چونکہ آپ نے ساری عمر علمِ دین کے پرچار کے لیے وقف کی، اس لیے آپ کی تعلیمات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے علمِ دین سیکھا اور سکھایا جائے۔

۳۔ علمِ دین سیکھنے والے طلبہ کو دنیاوی علوم بھی سکھائے جائیں تاکہ وہ مالی طور پر خوشحال ہوں، دوسروں پر بوجھ نہ بنیں اور اُن کی عزتِ نفس برقرار رہے۔

۴۔ خدمتِ خلق اور فلاحی کاموں کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

۵۔ خواتین کی تعلیم و تربیت کا خصوصی اہتمام کیا جائے۔

۶۔ تفرقہ بازی کے بجائے اتحادِ امت کا درس دیا جائے اور فروعی اختلافات کو انا کا مسئلہ نہ بنایا جائے۔ دنیا ناپائیدار ہے جبکہ آخرت کی زندگی دائمی ہے، لہٰذا اس دنیا میں کسبِ حلال اختیار کیا جائے۔

☆☆☆☆☆

حوالے

(۱) راغب اصفہانی، المفردات فی غریب القرآن، تحقیق: صفوان عدنان داودی، (دمشق: دار القلم، ۲۰۰۹ء)۔

(۲) القرآن، سورۃ یونس: ۱۰/ ۶۲۔

(۳) مہر نور محمد، تاریخ لیہ، (لاہور: لوک پنجاب پبلشرز، ۱۹۹۴ء)، ۱۲۴۔

(۴) سید فرزند علی شاہ، منبع البرکات، (۱۳۲۷ھ)، ۲۵۔

(۵) ایضاً، ۳۰۔

(۶) ڈاکٹر محمد حسین آزاد، "برصغیر میں سلسلۂ قادریہ کے اولین پیشوا مخدوم عبدالرشید حقانی"، تسبیح، روداد، ۲۰۲۵ء۔

(۷) محمد اولاد علی گیلانی، مرقع ملتان، (لاہور: فیروز پرنٹنگ ورکس)، ۲۲۲۔

(۸) ڈاکٹر روبینہ ترین، ملتان کی ادبی و تہذیبی زندگی میں صوفیائے کرام کا حصہ، (لاہور: شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور، ۱۹۸۹ء)، ۱۷۵۔

(۹) سید فرزند علی شاہ، منبع البرکات، ۳۰۔

(۱۰) القرآن، سورۃ الحج: ۲۲/ ۴۱۔

(۱۱) القرآن، سورۃ المائدہ: ۵/ ۸۔

(۱۲) شاکر حسین شاکر، ملتان — عکس و تحریر، (ملتان سخنور فورم، فروری ۲۰۱۲ء)، ۸۳۔

(۱۳) سید فرزند علی شاہ، منبع البرکات، ۳۳۔

(۱۴) مخدوم زادہ بشیر حسین ہاشمی، آفتابِ ہاشم، مارچ ۲۰۰۰ء، ۵۳۔

(۱۵) ایضاً، ۵۴۔

(۱۶) نور الدین عبد الرحمٰن جامی، نفحات الانس، ۳۰۸۔

(۱۷) ڈاکٹر محمد حسین آزاد، "برصغیر میں سلسلۂ قادریہ کے اولین پیشوا مخدوم عبد الرشید حقانی"، مجلہ تسبیح، ۲۰۲۵ء۔

(۱۸) شیخ شرف الدین قریشی، جامع الکرامات، (لاہور: مجید بک ڈپو، ۱۹۹۳ء)، ۱۹۔

(۱۹) صحیح مسلم، امام مسلم بن الحجاج، کتاب الفضائل، باب فضل نسب النبیؐ، حدیث ۲۲۷۶۔

(۲۰) القرآن، سورۃ البقرہ: ۲/۲۱۸۔

(۲۱) صحیح مسلم، حدیث ۱۲۱۔

(۲۲) الجامع الصحیح للبخاری، محمد بن اسماعیل (م ۲۵۶ھ)، (بیروت: دار ابن کثیر)، حدیث ۳۵۰۰۔

(۲۳) سنن ابی داود، سلیمان بن الاشعث السجستانی، کتاب النکاح، حدیث ۲۰۵۰۔

(۲۴) القرآن، سورۃ الاحزاب: ۳۳/۶۔

(۲۵) القرآن، سورۃ المجادلہ: ۵۸/۱۱۔

Bibliography

- Al-Quran Al-Kareem
- Dr. Muhammad Husain Azad, *Bar-re Sagheer men Silsaly-e Qadria key Awwaleen Peshwa Makhdoom Abdur Rashid Haqqani*, Tasbeh, Rudad 2025)
- Dr. Rubina Tareen, *Multan ky Adabi wa Tahzibi Zindagi men Sufia'ay Kiram ka Hissah*, (Lahore: Shirket Printing Press, 1989)
- Jami, Noor al-Deen Abdur Rehman, *Nafhatul Anas*, (Trans.) Syed Ahmad Ali Chishti, (Haider Abad: Idarah Adabiyat-e Urdu)
- Mahar Noor Muhammad, *Tarikh-e Layyah*, (Lahore: Lok Punjab Publishers, 1994)
- Makhdom Zada Bashir Husain Hashmi, *Aftab-e Hashim*, March 2000.
- Muhammad Aulad-e Ali Gillani, *Muraqah-e Multan*, (Lahore: Feeroz Printing Works)
- Muhammad Bin Ismaeel al-Bukhari, *Sahi al-Bukhari*, (Beruit: Dar Ibn-e Kaseer)
- Muslim Bin Hajjaj Al-Qusheri, *Sahi al-Muslim*, ((Beruit: Dar Ibn-e Kaseer)
- Raghib Isfahani, *Al-Mufridaat fi Ghareeb al-Quran*, (Damascus: Daar al-Qalam, 2009)
- Shakir Husain Shakir, *Multan: Aks wa Tahreer*, (Multan: Sukhan Noor Fourm, Feb 2012)
- Sheikh Sharf al-Deen Qurashi, *Jame-ul-Karamat*, (Lahore: Majeed Book depu, 1993)
- Sulaman Bin Al-Ashas al-Sajistani, *Sunan Abi Dawood*, ((Beruit: Dar Ibn-e Kaseer)
- Syed Farzand Ali Shah, *Manba'a Al-Barakat*

❖❖❖